# مخطوط ضوء السراج: مطالعہ و تجزیہ

ڈاکٹر اسماء علی
استاد وزائر، رشیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

# ZAU-AL- SIRAJ
## AN ANALYTICAL STUDY

Asma Ali, PhD
Visiting Faculty, Sheikh Zayed Islamci Center,
University of the Punjab, Lahore

**Abstract**

The manuscript "Zau Al-Siraj" by a scholar of Central Asia Allama Mahmood Al-Kalabazi is one of the great books written on the science of al-Miraath (inheritance). This article discusses in details the significance and importance of the manuscript with reference to Inheritance in Islam. The article elaborates the personality of the writer covering all aspects of his life followed by critical appreciation of his work.

**Keywords:**

ضوء السراج، اسلامی علوم، مخطوطات، ابو ہریرہؓ، بخاری، کلاباذی، سید جرجانی، بخارا، لسان العرب، کشف الظنون، میراث، ورثہ

ضوء السراج کا موضوع علم فرائض ہے۔علم فرائض کا شمار اہم اسلامی علوم میں ہوتا ہے ۔ یہ وہ علم ہے جس کو حدیث مبارکہ میں نصف علم کہا گیا ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

يَا أَبَا هُرَيْرَةَ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوهَا، فَإِنَّهُ نِصْفُ الْعِلْمِ (١)

"اے ابو ہریرہ فرائض سیکھو اور سکھاؤ بیشک یہ نصف علم ہے "

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس علم میں بہت سی کتب تصنیف کی گئیں جن میں سے کئی کتب طبع ہو چکی ہیں اور کئی مخطوطات کی شکل میں موجود ہیں۔ان کتب میں سے جو مخطوطات کی شکل میں موجود ہیں ایک مخطوط "ضوء السراج "کے نام سے ہے جسے محمود بن ابوبکر بن ابوالعلا بخاریؒ نے تصنیف کیا ہے۔ذیل میں اس مخطوط کی علم میراث میں اہمیت کو واضح کیا جائے گا۔ مؤلف کا شمار ان علما میں ہوتا ہے جن کے بارے میں معلومات بہت کم ملتی ہیں۔البتہ ان کے اساتذہ اور مشائخ کے توسط سے معلومات کا خلاصہ یوں ہے۔

**نام ونسب:** مؤلف کا مکمل نام امام ،محدث،صوفی،فرضی محمود بن ابوبکر بن ابوالعلا کلاباذی شمس الدین حنفی بخاریؒ ہے۔(٢)ان کی نسبت کلاباذ کی طرف کی جاتی ہے جو بخارا کا ایک محلّہ ہے۔(٣)ان کی نسبت فرضی بھی ہے فاء پر زبر کے ساتھ علم فرائض میں ماہر ہونے کی وجہ سے انھیں فَرضی کہا جاتا ہے جس کا ذکر سید جرجانی نے شرح سراجیہ میں کیا ہے۔(٤)

**ولادت:** امام کلاباذیؒ 644ھ میں پیدا ہوئے جبکہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ان کی ولادت 649ھ میں ہوئی۔(٥)

**پرورش اور تعلیم:** علامہ شمس الدین محمود بن بکر کلاباذیؒ بڑے ادیب اور نقلی وعقلی علوم کا ایک بحر بیکراں تھے، انھوں نے علم فرائض پر لکھی گئی مختصر سی کتاب السراجی کی شرح کی۔انھوں نے سات سو سے زائد مشائخ سے فیض حاصل کیا۔(٦) علامہ فرضیؒ علماء حدیث کے مفتیان کرام میں سے تھے،آپ بخارا میں پیدا ہوئے اور وہیں پر تعلیم حاصل کی اور دینی علوم میں دسترس حاصل کی۔(٧)

**تعلیمی اسفار:** کلاباذی کا شمار ان ممتاز علما میں ہوتا ہے جنھوں نے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔آپ نے علم دین کی اشاعت کے لیے مختلف ممالک کا سفر کیا اور ان اسفار میں کثیر ائمہ دین سے آپ کی ملاقات ہوئی جن سے آپ نے بھرپور استفادہ کیا۔علامہ کلاباذیؒ نے لڑکپن ہی سے طریق علم کو تھام لیا تھا اور علم سیکھنے اور سکھانے کو ہی اپنا مشغلہ بنا لیا۔اسی علم کے شوق میں لمبے لمبے اسفار کیے، بڑے بڑے علماء وشیوخ سے علم حاصل کیا اور ہمارے لیے بہت بڑا علمی ورثہ چھوڑا۔

علامہ کلاباذیؒ 672ھ میں عراق تشریف لائے اور یہاں کے متعدد علما سے سماع کا شرف حاصل کیا۔(۸) پھر آپ موصل تشریف لے گئے اور وہاں پر بھی متعدد علما سے سماع کیا۔(۹) موصل کے بعد آپ ماردین (ترکی) تشریف لے گئے پھر وہاں سے ڈنیسر چلے گئے اور وہاں کے علما سے استفادہ کیا۔(۱۰) اور اس کے بعد تقریبا 684ھ میں دمشق کی طرف سفر کیا اور وہاں کے علما سے فیض حاصل کیا۔(۱۱) دمشق کے بعد علامہ کلاباذیؒ نے 687ھ میں مصر کی طرف سفر کیا۔ آپ نے دمشق اور مصر میں متعدد مرتبہ سفر کیے۔ انھوں نے اپنے رواں قلم سے دلنشین انداز میں بہت کچھ لکھا اور علم فرائض میں کئی تصانیف یادگار چھوڑیں۔(۱۲)

**اساتذہ ومشائخ:** علامہ کلاباذیؒ نے علم کے شوق اور دین کی اشاعت کے لیے اتنے سفر کیے ہیں تو یہ یقینی سی بات ہے کہ انھوں نے اپنے زمانے کے متعدد علما سے استفادہ کیا۔ حصول علم اور اس کی باریکیوں سے آگاہ ہونے کے لیے یقیناً اساتذہ فن کی دستگیری اشد ضروری ہے اور جب قابل شاگرد کو قابل اساتذہ کی رہنمائی حاصل ہوجائے تو اسے اپنی فطری صلاحیتوں کو نکھارنے کا موقع ملتا ہے۔ ذہنی استعداد بڑھتی ہے اور قابلیتوں کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔ شخص نے جس قدر زیادہ اساتذہ سے سماع کیا ہوتا ہے اسی قدر اس کا علم وسیع اور پختہ سمجھا جاتا ہے۔

علامہ کلاباذیؒ بھی اپنے زمانے کے ان ذہین طلبا میں سے ایک تھے جنھوں متعدد جید علما سے استفادہ کیا، ان کے اساتذہ وشیوخ کی تعداد سات سو سے متجاوز تھی۔ ان میں سے چند بڑے اساتذہ کے نام یہ ہیں:

- ابو الفضل محمد بن محمد بن دباب بغدادی (م:685ھ)
- محمد بن یعقوب بن دبتہ (م:670 ھ)
- ابُو الفضل عبد اللہ بن محمود بن بلدجی (م:683ھ)
- شیخ موفق الدین احمد بن یوسف بن الحسن کواشی مفسر (م:680ھ)
- فخر علی بن احمد بخاری (م:690ھ)
- نجم الدین بزار (م:696ھ)
- یوسف بن جامع بن ابی برکات قفصی (م:782ھ)
- موسی بن ابی فتح بن ابی بکر کنانی مقدسی معوت نجم جیلی (م:694ھ)
- محمد بن محمد بن محمود بن نجیب واسطی شرقی، ابو بدر بن ابی طالب شافعی معدل کمال الدین (م:681ھ)
- محمد بن محمد بن اُسعد بن ابی القاسم بن علی بن محمد بخاری، ابو الحمد بن ابی عبد اللہ حنفی الملقب نور الدین (م:684ھ)

- محمد بن مبارک بن یحییٰ ،ابونصر ملقب کمال الدین المعروف بابن مخرمی ( م:688ھ)
- محمد بن احمد بن محمد بن عبداللہ بکری وائلی ،ابوبکر مالکی ملقب جمال الدین الفقیہ ( م:685ھ)
- محمد بن احمد بن أبی بکر بن محمد بن سالم بن ابراہیم، أبوعبداللہ بن أبی العباس مقری منعوت بشمس المعروف بابن فرار( م:705 ھ)
- محفوظ بن معتوق بن ابی بکر بن عمر بغدادی، أبوبکر بن أبی محفوظ شافعی تاجر المنعوت بعز المعروف بابن بزوری(م:694 ھ)
- علی بن أحمد بن عبدالواحد بن أحمد سعدی مقدسی، أبوحسن بن أبی عباس صالحی ملقب فخرالدین بن شمس الدین حنبلی المعروف بابن بخاری ( م:690 ھ)
- علی بن احمد بن عبدالدائم بن نعمۃ مقدسی، أبوالحسن بن أبی عباس صالحی حنبلی ( م:699 ھ)
- عبدالمغیث بن محمد بن عبدالمعید بغدادی، أبوالعز بن أبی عبداللہ منعوت بعفیف ( م:685 ھ)
- عبدالمحسن بن أحمد بن أبی بکر ازجی، أبوالکرم بن أبی عباس المنعوت بشہاب المعروف بابن رباحی ( م:683 ھ)
- عبدالقادر بن محمد بن مسعود بن أحمد بغدادی، أبومحمد المنعوت بالکمال نجمی بواب ( م:691 ھ)
- عبداللہ بن محمود بن مودود بن محمود بن بلدجی، أبوالفضل وقیل :أبومحمد بن أبی بناء حنفی الملقب مجدالدین بن امام شہاب الدین المنعتی ( م:683ھ)
- أیوب بن أبی بکر بن ابراہیم بن ہبۃ اللہ أسدی حلبی، أبوصابر وأبوالصبر حنفی الملقب بہاء الدین المعروف بابن نحاس (م:699ھ)
- الیاس اوایاس بن عبداللہ من موالی امام الظاہر بن امام ناصر ظلینی بغدادی ظاہری، أبوعبدالوہاب بزار المنعوت بالفخر (م:685ھ)
- احمد بن عبداللہ بن ہبۃ اللہ ہاشمی، أبوالفضل المنعوت بالتاج ( م:682ھ)
- احمد بن ابراہیم بن عمر بن فرج فاروثی واسطی، أبوالعباس بن أبی محمد شافعی الملقب عزالدین بن محی الدین مقری مصطفوی (م694 :ھ)
- احمد بن اسحاق بن محمد بن مؤید بن علی بن اسماعیل ابرقوہی ( م:701ھ)
- احمد بن حمدان بن شبیب بن حمدان نمیری حرانی، أبوعبداللہ (م:695ھ)
- عمر بن أحمد بن عمر امام نجم الدین کاشتوانی ( م:673ھ)

احمد بن عبدالرحمٰن بن أحمد بن محمد بن عبید منجی مزی شہاب الدین خطیب مزۃ (م:746ھ)(۱۴)

**علامہ کلاباذیؒ کے تلامذہ:** شیخ کلاباذیؒ ایک فقیہ عالم تھے۔انھوں نے جید علما سے فیض حاصل کیا، ان کے اندر کا جوہر نمایاں ہوا اور لوگوں کی ایک کثیر تعداد نے ان سے استفادہ کیا۔انھوں نے ان سے قانونی شرعی علوم سیکھے۔ان کے چند مشہور تلامذہ کے نام یہ ہیں:

- حافظ جمال الدین أبوالحجاج مزی (م:742ھ)
- عبدالکریم بن عبدالنور بن منیر بن عبدالکریم بن علی بن عبدالحق حلبی، قطب الدین (م:735ھ)
- قاسم بن محمد بن یوسف بن محمد، أبومحمد علم الدین برزالی اشبیلی دمشقی شافعی (م:739ھ)
- محمد بن محمد بن محمد بن أحمد بن عبداللہ یعمری اندلسی اشبیلی مصری شافعی المعروف با بن سیّد الناس فتح الدین (م:734ھ)
- محمد بن إبراہیم بن غنائم بن واقد بن غنائم صالحی حنفی عرف با بن المہندس، شمس الدین أبوعبداللہ (م733ھ)
- عبدالمؤمن بن خلف بن أبی الحسن بن شرف دمیاطی، أبوأحمد وأبومحمد شرف الدین (م:705ھ)(۱۴)

**علامہ محمود بن بکر کلاباذیؒ اکابرین کی آرا میں:** علامہ کلاباذیؒ کا شمار اپنے زمانے کے بڑے بڑے علما اور فقہا میں ہوتا ہے۔وہ علم فرائض میں بڑے ماہر تھے۔ان کے اوصاف وکمالات کا ان کے ہم عصر علما نے اعتراف کیا ہے۔حافظ شمس الدین ابوعبداللہ ذہبیؒ لکھتے ہیں:

> "ھو رأس فی الفرائض، عارف بالحدیث والرّجال، جمّ الفضائل، ملیح الکتابة، واسع الرّحلة، سوّد کتابًا کبیرًا فی مشتبه النّسبة ۔وصنّف معجمًا لنفسه وصنّف فی الفرائض تصانیف، وکان بارعًا فیها، وکان لا یمسّ الأجزاء إلّا علی وضوء وممّن یسمّی بھذا الاسم (۱۵)

"وہ علم فرائض میں بنیادی حیثیت رکھتے تھے،علم حدیث اور علم رجال کو خوب جانتے تھے، بہت سے فضائل کا مجموعہ تھے، رواں لکھنے والے تھے، کثرت سے سفر کرنے والے تھے،انھوں نے اسماء رجال پر "مشتبہ النسب" کے نام سے ایک بہت بڑی کتاب لکھی۔ انھوں نے خود ایک معجم تحریر کی اور علم فرائض سے متعلق بہت سے کتب تصنیف کیں، وہ علم فرائض کے بہت ماہر تھے، وہ کسی جز کو بغیر وضو کے نہیں چھوتے تھے"

ابو حیان اندلسیؒ ان کے بارے میں یوں لکھتے ہیں:

> قدم علینا الشّیخ المحدّث أبو العلاء محمود بن أبی بکر الفرضی القاھرة فی طلب الحدیث، وکان رجلا حسنًا، طیّب الأخلاق، لطیف المزاج .فکنّا نسائر فی طلب الحدیث فإذا رأی صورة حسنة قال :ھذا صحیح علی شرط البخاری .(۱۶)

"شیخ محدث ابوالعلاء محمود بن ابوبکر فرضیؒ حدیث کی طلب میں قاہرہ میں ہمارے پاس آئے۔ وہ ایک بہت اچھے انسان ہیں، عمدہ اخلاق کے مالک ہیں، لطیف مزاج ہیں۔ ہم سب حدیث کی تلاش میں ان کے ساتھ رہے جب انھوں نے اچھی رائے کو دیکھا تو کہا یہ صحیح ہے بخاری کی شرط کے مطابق ہے"

یعنی علامہ کلاباذیؒ علم فرائض کے ساتھ ساتھ علم حدیث پر بھی عبور رکھتے تھے۔ امام ذہبیؒ ان کے بارے میں مزید لکھتے ہیں:

"انھوں بہت عمدہ اور بلند مرتبہ لکھا، انتہائی توجہ کے ساتھ معلومات جمع کیں اور شاندار کارکردگی کے ساتھ تصنیف کیں۔ علم فرائض میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ وہ اس علم میں سچائی، امانت اور خوبصورتی کے ساتھ انتہا کو پہنچے۔ وہ اچھا عقیدہ رکھتے تھے، صحیح سمت کی طرف لکھنے والے اور منظم انداز میں ترتیب دینے والے تھے، دمشق کی خانقاہ میں آباد ہوئے اور اپنی زندگی کے آخری دنوں میں ماردین میں منتقل ہو گئے"۔ (۱۷)

ابن عماد حنبلیؒ ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ابوالعلاء کلاباذیؒ علم فرائض کے امام تھے۔ اس علم میں لکھنے والے تھے، ان کا حلقہ بہت وسیع تھا اور انھوں نے کثیر علما سے استفادہ کیا، اور اپنے عمدہ اور پختہ قلم سے بہت کچھ لکھا "(۱۸)

**تصنیفات:** علامہ کلاباذیؒ فقہ کے عالم تھے، علم فرائض پر مکمل عبور رکھتے تھے، علم رجال پر بھی کام کیا اور کتب تصنیف کیں۔ علامہ کلاباذیؒ کی چند مشہور کتابوں کے نام یہ ہیں:

- حل الفرائض فی شرح نظم السراجیۃ
- ضوء السراج فی شرح السراجیۃ
- مشتبہ النسب فی أسماء الرجال
- معجم الشیوخ
- المنہاج المنتخب (۱۹)

**وفات:** علامہ کلاباذیؒ ایک جلیل القدر فقیہ تھے۔ جب تک حیات رہے علم کی شمع جلانے اور اس شمع سے دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی کوشش میں مصروف رہے۔ لیکن ہر انسان نے بالآخر موت کا مزہ چکھنا ہی ہے خواہ وہ کتنا ہی عظیم ہو۔ علامہ محمود بن بکر کلاباذیؒ نے ماہ ربیع الاول کے آغاز میں 700ھ کو ماردین میں انتقال کیا۔ (۲۰) امام ذہبیؒ نے آپ کی عمر چھپن برس بتائی ہے۔ (۲۱)

### مخطوط کا موضوع

مخطوط علم فرائض سے متعلق ہے۔ اصل موضوع پر بات کرنے سے پہلے ہم فرائض کے لغوی اور اصطلاحی معنی پر گفتگو دیکھتے ہیں۔ فرائض کا مادہ ف۔ ر۔ض ہے جس کے معانی کاٹنا، چھیدنا، سوراخ کرنا، فرض قرار دینا، واجب ٹھہرانا وغیرہ ہیں۔ صاحب الصحاح لکھتے ہیں:

الفرض: الحز في الشيء. يقال: فرضتُ الزندَ والسواكَ ......أي وجبت فيها الفَريضَةُ، وذلک إذا بلغت نصابا. (۲۲)

"فرض کا ایک معنی کسی چیز کو کاٹنا ہے کہا جاتا ہے: میں نے برتن میں کچھ لیا یا مسواک کاٹا، فرض سے مراد مقرر کرنا بھی ہے جیسا کہ اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے:

(لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا) (۲۳)

یعنی مقرر حصہ۔ اور اسی طرح اس سے مراد دانتا بھی ہے، گلاس یا کپ بھی ہے، اس کا ایک مطلب گائے کا عمر رسیدہ ہونا بھی ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے :

(لَا فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ)(۲۴)

فرائض سے مراد وہ مال ہے جو میت کے ورثا میں تقسیم کیا جاتا ہے، اور فرضی وہ شخص ہے جو فرائض کا علم جانتا ہے۔ فرض کا ایک معنی لازم ہو جانا اور اس کا ایک معنی زکوۃ یا مقرر کردہ حصہ بھی ہے یعنی اس مال میں زکوۃ کا حصہ مقرر ہو جاتا ہے جب وہ نصاب کو پہنچ جائے۔

ابن منظور افریقی اس کی وضاحت ان الفاظ میں کرتے ہیں:

فرض :فَرَضْتُ الشَّيْءَ أَفْرِضه فَرْضاً وفَرَّضْتُه لِلتَّكْثِيرِ :أَوْجَبْتُه .وَقَوْلُهُ تَعَالَى :(سُورَةٌ أَنْزَلْناها وَفَرَضْناها) (۲۵)، وَيُقْرَأُ :وفَرَّضْناها، فَمَنْ قرأَ بالتَّخْفِيفِ فَمَعْنَاهُ أَلزمناكم العَمل بِمَا فُرِضَ فِيهَا، وَمَنْ قرأَ بالتَّشْدِيدِ فَعَلَى وَجْهَيْنِ :أَحدهما عَلَى مَعْنَى التَّكْثِيرِ عَلَى مَعْنَى إِنا فَرَضْنَا فِيهَا فُرُوضاً، وَعَلَى مَعْنَى بَيَّنَّا وفَصَّلْنا مَا فِيهَا مِنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ والحدُود . وَقَوْلُهُ تَعَالَى :(قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمانِكُمْ(۲۶) أَي بيَّنها. وافْتَرَضَه :كفَرَضَه، وَالِاسْمُ الفَرِيضةُ .وفَرائضُ اللهِ :حُدودُه الَّتِي أَمَرَ بِهَا ونَهى عَنْهَا، وَكَذَلِكَ الفَرائضُ بالمِيراثِ .والفارِضُ والفَرَضِيُّ: الَّذِي يَعْرِف الفرائضَ وَيُسَمَّى العِلْمُ بقِسْمةِ المَوارِيث.(۲۷)

"فرض کا معنی کسی چیز کو اپنے لیے لازم کر لینا یا واجب ٹھہرانا اللہ تعالٰی کا یہ فرمان :(سُورَةٌ أَنْزَلْناها وَفَرَضْناها) اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ اس قرآن میں ہم نے نازل کیا ہے اس پر عمل آپ پر لازم کر دیا ہے یعنی جو کچھ اس میں ہم نے بیان کیا جو حلال و حرام اور حدود ہم نے مقرر کیں۔ فرض بیان کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے: (قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ) یعنی بیان کیا ہم نے، اور فرائض سے مراد اللہ کی وہ حدود ہیں جن کا اس نے ہمیں حکم دیا اور جن سے منع فرمایا، اور اسی طرح میراث میں فرائض ہیں، فرضی اس شخص کو کہا جاتا ہے جو علم فرائض جانتا ہو اور میت کے مال کی تقسیم سے متعلق علم کو علم فرائض کہا جاتا ہے"۔

فیروز آبادی القاموس المحیط میں رقم طراز ہیں :

الفَرْضُ، کالضَّرْبِ :التَّوْقِيتُ،ومنه :(فمن فَرَضَ فيهن الحَجَّ) ، والحَزُّ في الشيء، کالتَّفْرِيضِ،و۔ من القَوْسِ :مَوْقِعُ الوَتَرِ ج :فِراضٌ، وما أوْجَبَهُ اللهُ تعالى، كالمَفْرُوضِ، والقراءةُ، والسُّنَّةُ،يقال :فَرَضَ رسولُ اللهِ، صلى الله عليه وسلم، أي :سَنَّ، ونَوْعٌ من التَّمْرِ، والجُنْدُ يَفْتَرِضُونَ، والتُّرْسُ، وعُودٌ من أعْوادِ البَيْتِ، والثوبُ "........(۲۸)

"فرض مارنے یا کاٹنے کے معنی میں بھی آتا ہے ۔مقررہ وقت پر کسی کام کا ارادہ کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے ۔ "پس جوان مہینوں میں حج کا ارادہ کر لے "،کسی چیز میں کاٹنا یا حصہ بنانا، چلہ کمان کی جگہ کو بھی فرض کہا جاتا ہے، جو کچھ اللہ تعالیٰ نے لازم کیا اور جو رسول اللہ ﷺ نے لازم کیا وہ بھی فرض کے معنی میں آتا ہے، یہ لفظ کھجور کی ایک قسم کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے،فوج کا تنخواہ لینا،اور ڈھال ،گھر کے ستونوں میں سے ایک ستون،اور کپڑے کے معنی میں بھی مستعمل ہے"

فرائض فریضہ کی جمع ہے جس کا معنی مفروضہ یا مقدرہ ہے، یہ لفظ فرض سے مشتق ہے اور اس کا معنی تقدیر ہے، فریضہ قرآنی لفظ ہے،اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:(فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ) (۲۹) وراثت میں جس چیز کا حقدار ہوتا ہے وہ فرض کہلاتی ہے، اور اس علم کا نام علم فرائض ہے، جو مشتمل ہے رشتہ داروں پر اور ان کے حصے مقرر کرنے پر، یا یہ کہ اصحاب الفروض دیگر رشتہ داروں پر مقدم ہیں اس لیے ان کے حصے پہلے مقرر کیے جائیں گے(۳۰)لفظ فرائض کثیر معانی میں استعمال ہوتا ہے مثلاً الحز،اس سے مراد کمان کا اہم حصہ ہے ہے،القطع،اس سے مراد کسی کے مال میں سے حصہ الگ کرنا،الوجوب،اس سے مراد کسی چیز یا کام کو لازم کرنا یا واجب ٹھرانا،التبیین،اس سے مراد اشارہ کرنا یا بیان کرنا یا کسی چیز کی وضاحت کرنا، الفرض الہبۃ،اس سے مراد فرض یا قرض جو بھی کسی نے دیا،المفروض المقتطع المحدود،یعنی ایک مقرر حصہ یا ٹکڑا ۔(۳۱)

اصطلاح میں اس علم سے مراد وہ علم ہے جو میت کے ترکہ کی تقسیم کے تمام احوال جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں حقداروں کے حصے مقرر ہیں اور جو سنت نبوی ﷺ سے ثابت ہیں اور جن پر علما امت کا اجماع ہے ۔(۳۲) پس یہ فقہ اور ریاضی کے قواعد کا علم ہے جس سے ترکہ کے ہر وارث کا حصہ معلوم کیا جاتا ہے ۔(۳۳) اس علم کا نام علم المواریث بھی ہے جو میراث کی جمع ہے اور یہ فقہ اور ریاضی کے قواعد کا علم ہے جس کے ذریعہ سے ترکہ کے ہر وارث کا حصہ معلوم کیا جاتا ہے ۔(۳۴) میراث کا اطلاق ارث پر ہوتا ہے ۔اس سے مراد کوئی چیز یا مال کچھ لوگوں سے کچھ دوسرے لوگوں میں منتقل کرنا اور اس سے مراد وہ مال ہے جو میت کے ترکہ سے حاصل ہوتا ہے ۔(۳۵)اس علم کا نام علم الترکات بھی ہے جو ترکہ کی جمع ہے اور اس سے مراد ہر وہ چیز جو میت چھوڑ کر جائے خواہ اس کا مال ہو یا اس کے ناگزیر مقرر حقوق ۔ (۳۶)

پس علم فرائض، اور علم مواریث، اور علم الترکات کا ایک ہی معنی ہے، اور یہ وہ علم ہے جو میت کے ترکہ کے ورثا کے حصوں کے بارے میں ہے۔یعنی وہ فقہ اور ریاضی کے قواعد کا علم ہے جس سے ترکہ کے ہر وارث کا حصہ معلوم ہوتا ہے۔(۳۷)

## تعارف مخطوط

عربی لائبریریوں میں اس مخطوط کے دو نسخے پائے جاتے ہیں۔ پہلا نسخہ پنجاب یونیورسٹی کی مرکزی لائبریری میں موجود ہے، اور دوسرا نسخہ مولانا صوفی محمد نواز اور محمد انیس احمد ستار کی ملکیت ہے۔اس مخطوط کی تالیف کے آغاز کے بارے میں ہمارے مصادر ومراجع خاموش ہیں جبکہ اس کے زمانہ اختتام کے بارے میں حاجی خلیفہ رقم طراز ہیں:

فرغ من تأليفه بمرو الشاهجان، بعد ما ألحق بآخره في متفرّقات المسائل فصلا، يوم الاثنين، لعشر خلون من جمادى الأولى، سنة ستّ وسبعين وستّ مائة (۳۸) "اس کی تالیف سے فارغ ہوئے ــــــ سوموار کے روز دس جمادی الاولیٰ 676ھ میں" اور نسخہ (ب) میں موجود مندرجہ ذیل عبارت اس کے زمانہ تالیف پر دلالت کررہی ہے: وقد تهيا الفراغ من تأليف ضوء السّراج... فصلا في يوم الاثنين لعشر خلون من جمادى الأولى سنة ستّ وسبعين وستّ مائة". فهذا تصريح على سنة تأليفه۔پس یہ عبارت اس مخطوط کے زمانہ تالیف کی وضاحت کررہی ہے۔

یہ قلمی نسخہ درمیانہ خط اور خط نسخ میں لکھا ہوا ہے، یہ 264 اوراق پر مشتمل ہے یعنی اس کے 528 صفحات ہیں، ہر صفحہ پر 17 لائنیں ہیں، اور تقریبا ہر سطر پر دس یا بارہ کلمات ہیں۔ یہ مخطوط چونکہ السراجیہ کی شرح ہے اس لیے السراجیہ کا متن خط کے نیچے اور شرح خط کے بغیر ہے، بعض مقامات پر سطروں کے درمیان یا حاشیہ میں عربی زبان میں یا فارسی یا اردو زبان میں کچھ وضاحت لکھی ہوئی ہے۔نسخہ کی ابتدا میں موضوعات کی فہرست دی گئی ہے۔ جہاں کہیں عبارت میں سے غلطی سے کچھ چھوٹ گیا تو کاتب نے سطروں کے درمیان اسے لکھ دیا یا بعض جگہ حاشیہ میں ذکر کردیا ہے۔ جہاں کہیں کوئی کلمہ غلط لکھا گیا اس کے اوپر لکیر کھینچ کر حاشیہ میں اسے صحیح لکھ دیا ہے۔اس مخطوط کو 33 اجزا میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر جز تقریبا آٹھ صفحات پر مشتمل ہے سوائے ایک جز کے، یعنی اس کے اجزا موضوعات کے اعتبار سے نہیں بنائے گئے یوں معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نے ایک نشست میں جتنا لکھا وہاں پر ایک جز کا نمبر لکھ دیا۔ واللہ اعلم۔

(الف) مکمل: یہ نسخہ دوسرے کی نسبت مکمل ہے اس میں سے کچھ بھی ساقط نہیں ہوا ہے۔

واضح: اس نسخہ کا خط دوسرے نسخہ سے زیادہ واضح ہے، اور اس اندر تشریح طلب باتوں کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔

دونوں نسخے مؤلف کے نسخہ سے نقل کیے گئے ہیں لیکن کسی نسخہ میں بھی اس بات کی طرف اشارہ نہیں ملتا کہ یہ مؤلف کا نسخہ ہے یا اس سے متصل ہے۔لہذا جو نسخہ زیادہ واضح اور مکمل ہے اس پر اپنی تحقیق میں میں نے اعتماد کیا ہے اور اسے اصل بنایا ہے۔

(ب) دوسرا نسخہ جو جامعہ پنجاب کی لائبریری میں موجود ہے اس کا نمبر 121 ہے، اور یہ نسخہ بھی درمیانہ خط، خط نسخ میں لکھا ہوا ہے، یہ نسخہ 169 اوراق پر مشتمل ہے یعنی اس کے 338 صفحات ہیں، اور ہر صفحہ کی تقریبا پندرہ 15)) لائنیں ہیں، اور ہر سطر میں تقریبا گیارہ 11 سے تیرہ 13 درمیانہ خط کے کلمات یا الفاظ ہیں۔اس نسخہ میں بھی السراجیہ کا متن لکیر کے نیچے اور شرح اس کے بغیر ہے، لیکن بعض مقامات پر متن اور شرح کے کلمات ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں، یعنی بعض جگہوں پر شرح کے کلمات پر لائن اور متن اس کے بغیر ہے، لہذا متن اور شرح میں فرق کرنا مشکل ہو گیا ہے۔عبارت کے اختتام پر کوئی علامت نہیں لگائی گئی، جب کاتب نے کوئی عبارت غلطی سے لکھ دی تو اس نے لفظ (لا) کو استعمال کیا اور اس عبارت کے شروع میں اور آخر میں لکھا۔

## مخطوط کی مؤلف کی طرف نسبت کی توثیق

ایک مخطوط پر تحقیق کرنے والے محقق کے لیے یہ بات بہت اہم ہے کہ مخطوط کی نسبت کس کی طرف ہے۔کہیں ایسا تو نہیں کہ مخطوط کسی نے لکھا ہو اور اس کی نسبت کسی اور کی طرف کی جاتی ہو، تحقیق کی روشنی میں یہ بات پورے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ اس مخطوط کی نسبت اصل مؤلف کی طرف ہی ہے۔

مخطوطات کی تمام فہارس اور معجمات میں جہاں بھی السراجیہ کی شرح ضوء السراج کا ذکر آیا ہے اس کا مؤلف محمود بن بکر بن ابو العلاء بخاری کلاباذیؒ ہی مذکور ہے اور کسی ایک نے بھی اس نسبت کی مخالفت نہیں کی ہے۔اس کے علاوہ تراجم کی تمام کتب میں جہاں علامہ کلاباذیؒ کا تذکرہ ہے ضوء السراج کے مؤلف کی حیثیت سے ہے مثلاً ریخ علماء بغداد 113:، الدرر الکامنۃ فی اعیان المائۃ الثامنۃ 343: وغیرہ۔

اس نسبت کی داخلی شہادت خود مخطوط میں موجود ہے، مخطوط کے صفحہ نمبر (5 أ) یہ بات رقم ہے کہ یہ مخطوط محمود کلاباذیؒ نے تالیف کیا ہے۔پس مذکورہ شہادتوں میں سے ہر ایک ثابت کرتی ہے کہ یقیناً یہ مخطوط علامہ محمود بن ابو بکر بن ابو العلاء بخاری کلاباذیؒ کا ہے، ان کے علاوہ کسی اور کا نہیں۔

**مؤلف کے بیان کیے گئے مباحث پر ایک نظر:** یہ علامہ کلاباذیؒ کی مایہ ناز تصنیف ہے، جو علم فرائض میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔یہ نہایت عمدہ تصنیف ہے جو علامہ صاحب کی علمی اہلیت اور منزلت عیاں کرتی ہے۔ السراجیہ کی شروحات میں یہ ممتاز مقام رکھتی ہے۔اس مخطوط میں علم میراث کے تمام موضوعات پر مؤلف نے بحث کی ہے، مخطوط کا آغاز مقدمہ مصنف سے ہوتا ہے اس کے بعد علم میراث کے موضوعات

شروع ہو جاتے ہیں جن میں سے چند اہم موضوعات یہ ہیں: موانع الارث کا بیان، اصحاب الفروض، حجب کی بحث، عول کا بیان، نسبتوں کا۔

مخطوط کے مصادر

یہ علامہ کلاباذیؒ کی نہایت عمدہ تصنیف ہے۔اس کی تالیف میں انھوں نے فقہ اور اصول فقہ کی بنیادی کتب سے استفادہ کیا ہے جن میں سے چند اہم مندرجہ ذیل ہیں:

کتاب المبسوط: یہ کتاب علامہ شمس الائمہ ابوبکر محمد بن احمد سرخسیؒ (م482ھ) نے تصنیف کی ہے۔یہ کتاب 1324ھ میں تیس 30 اجزا میں طبع ہوئی ہے۔یہ کتاب حنفی مذہب پر لکھی گئی ہے۔اس کتاب کا زیادہ تر حصہ امام سرخسیؒ نے اس وقت لکھا جب وہ خراسان میں قید تھے۔(۳۹)

المبسوط :اس کتاب کو محمد بن حسین بن محمد بن حسن بخاری ابوبکر حنفی (م483ھ) نے تصنیف کیا جو خواہر زادہ کے نام سے مشہور ہیں۔(۴۰)

الفرائض :یہ ابو ثابت فخر الدین عبدالعزیز بن عبدالجبار کوفی فرضی (م682ھ) کی تصنیف ہے۔

ادب القاضی: یہ ابوبکر احمد بن عمر و خصاف کی تصنیف ہے جو فقہی احکام پر مرتب کی گئی ہے۔(۴۱)

کتاب الخراج: یہ کتاب امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم حنفی(م182ھ) نے تالیف کی ہے،یہ 1302ھ میں طبع ہوئی،ابتدائی عباسی دور میں یہ ان کے سیاسی اور انتظامی امور میں معاون رہی۔(۴۲)

اختلاف العلماء :اس کتاب کو امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی حنفیؒ (م321ھ) نے تالیف کیا۔یہ کتاب ایک سو تیس سے کچھ اوپر اجزا پر مشتمل ہے۔(۴۳)

الاسرار :یہ کتاب علامہ ابوزید عبیداللہ بن عمر دبوسی حنفیؒ (م430ھ) نے تالیف کی ہے، اور یہ ایک بڑی جلد میں ہے۔(۴۴)

مختصر المزنی: یہ شیخ امام اسماعیل بن یحییٰ مزنی شافعیؒ (م264ھ) کی تالیف ہے۔یہ پہلی کتاب ہے جو شافعی مذہب پر لکھی گئی ہے۔یہ شافعی مذہب پر لکھی گئی پانچ مشہور کتابوں میں سے ایک ہے۔(۴۵)

کتاب الام :اس کتاب کو امام محمد بن ادریس شافعیؒ(م204ھ) نے تالیف کیا۔یہ کتاب پندرہ درمیانی جلدوں میں ہے، یہ کتاب تمام فقہی ابواب پر مرتب کی گئی ہے۔(۴۶)

مخطوط کا اسلوب اور اس کی اہم خصوصیات

کتاب ضوء السراج کا شمار انتہائی عمدہ اور قیمتی کتب میں ہوتا ہے جو علم میراث کے موضوع پر لکھی گئی ہیں۔میراث (فرائض) شرعی قوانین میں مشکل ترین اور اہم ترین موضوع ہے۔یہ کتاب علم فرائض پر لکھی گئی کتابوں میں نمایاں حیثیت رکھتی ہے، یہ کتاب ترتیب وتدوین، حسن وجمال، اتقان اور کامل ہونے

میں ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔اہم موضوعات جن کا تعلق علم فرائض سے ہے وہ سب اس کتاب میں بیان کیے گئے ہیں۔مؤلف نے اس کتاب میں شرعی علوم کو منفرد اور انوکھے جملوں اور خوبصورت تراکیب میں پرودیا ہے۔اس کتاب میں انھوں نے لطیف نکات، اشارات اور حقائق کو بھی واضح کیا ہے۔اس کتاب کی ترتیب کے دوران علامہ کلاباذی نے دیگر مشائخ اور علمائے اسلاف کے نفیس کلام سے بھی استفادہ کیا ہے۔

بیشک مخطوط کا موضوع اس کے نام سے ہی واضح اور نمایاں ہوتا ہے اور وہ ہے "ضوء السراج"، علامہ کلاباذیؒ نے اس کے اندر اللہ کی کتاب قرآن حکیم سے استدلال کیا ہے اور اس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے اقوال اور اعمال وافعال کو بھی بیان کیا ہے۔اس کے علاوہ دیگر مشائخ، علما اور فقہا کے اقوال بھی ذکر کیے ہیں۔

علامہ کلاباذیؒ نے اپنے مخطوط کو مستقل ابواب اور فصول میں مرتب کیا ہے اس کے علاوہ مقدمہ اور خلاصہ بھی تحریر کیا ہے۔مؤلف نے اس کتاب میں علم فرائض سے متعلق تمام امور ذکر کیے ہیں۔فقہی کتابوں میں ان کے مؤلفین نے کوشش کی ہے کہ وہ ان میں اپنے فقہی مذہب کو نمایاں کریں اور جو بھی ان کا اعتقادی مذہب یا مسلک ہے اس کو ابھاریں لیکن اس کے برعکس علامہ کلاباذیؒ نے کوشش کی ہے کہ تمام فقہی مذاہب کے اختلاف کو ان کی مستند اور امہات الکتب سے ذکر کیا ہے اور ہر ایک کا نقطہ نظر پیش کیا ہے، اور ان مسائل پر بحث کی ہے اور ان کا تجزیہ کیا ہے۔یعنی یہ مخطوط مختلف فقہی آرا سے عبارت ہے۔اس مخطوط کا شمار بڑی بڑی فقہی کتابوں میں ہوتا ہے، اس میں مؤلف نے تمام مسالک کے فقہا کی آرا ذکر کی ہیں جیسا کہ فقہا حنفی میں سے امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ، امام زفرؒ، امام خصافؒ اور امام طحاویؒ کی آرا جہاں ذکر کی ہیں وہیں شافعی علما مثلاً امام شافعی، امام مزنی، امام رافعی اور امام سبکی۔رحمہم اللہ - کی آرا سے ان کا موازنہ کیا ہے۔

ابو حسنات لکھنویؒ اس مخطوط کے بارے میں رقم طراز ہیں:

طالعت ضوء السّراج وهو كتاب نفيس مشتمل على ذكر المذاهب المختلفة في المسائل مع أدلّتها يدل على تبحر مؤلفه في الفن "

میں نے ضوء السراج کا مطالعہ کیا ہے اور وہ بہت نفیس کتاب ہے جو فقہی مسائل میں مختلف مذاہب کے دلائل پر مشتمل ہے یہ کتاب مؤلف کی اپنے فن میں گہری بصیرت پر دلالت کرتی ہے "(۴۷)

حاصل کلام

بلیغ اسلوب، اختصار کلام کے ساتھ ساتھ ادائیگی مفہوم کا پورا اہتمام اس مخطوط کی اہم خوبیاں ہیں۔علاوہ ازیں علمی وفقہی اور کلامی مباحث کو ایسے انداز سے پیش کیا گیا ہے جو اس مخطوط کو ایک بیش بہا

سرمایہ کی حیثیت عطا کرتا ہے۔ضوء السراج کا لفظ لفظ مؤلف کی موضوع پر گرفت اور اس فن میں کامل مہارت نشاندہی کرتا ہے،علامہ کلاباذیؒ نے اپنی عمر کا بہترین حصہ دیگر ممالک میں علم دین کی اشاعت میں گزارا۔بڑے بڑے علما سے فیض حاصل کیا اور تعلیم وتدریس میں مشغول رہے۔علامہ صاحب کی یہ کتاب علمی اور جامع ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی عام فہم اور آسان بھی ہے جس سے اہل علم، طلبا اور اساتذہ سب ہی استفادہ کرسکتے ہیں۔علامہ کلاباذیؒ علم وعمل میں کامل ہونے کی وجہ سے اپنے زمانے کے مشہور شیوخ میں شمار ہوتے تھے۔لہٰذا اس کتاب کی ترتیب واسلوب نصابی ہے،ضرورت اس امر کی تھی کہ اس مخطوط کو تحقیق وتخریج کے بعد طباعت سے آراستہ کیا جائے جامعہ پنجاب نے اس فریضہ کو بحسن خوبی سرانجام دیا ہے۔

☆☆☆☆☆

## حوالہ جات


(١) ابن ماجه، محمد بن يزيد قزويني، ابوعبدالله(م 273 ه)، كتاب الفرائض، باب الحث على تعليم الفرائض، دار احياء الكتب العربيه، س ن، ح2719:

(٢) صفدى، خليل بن أيبك صلاح الدّين( م )، الوافي بالوفيات، تحقيق :أحمد الأرناؤوط وتركي مصطفى، دار إحياء التراث العربي، بيروت، 1420ه/ 2000 م، 25/160

(٣) ذهبي، محمّد بن أحمد بن عثمان، أبو عبد الله( م 748 :هـ)، المشتبه في الرّجال أسمائهم و أنسابهم، المحقّق :علي محمّد البجاوي، دار إحياء الكتب العربية، س ن، 1/452

(٤) لكنوى، محمّد عبد الحيء، أبو الحسنات الهندى، الفوائد البهية في تراجم الحنفيّة، مطبعة السّعادة، مصر، طبع اول، 1324هـ، ص 211 :

(٥) جابي، بسام عبد الوهّاب، معجم الأعلام، الجفان والجابي، طبع اول، س ن، ص 816 :

(٦) سلامي، محمّد بن رافع، أبو المعالي ( م 774:هـ)، تاريخ علماء بغداد، مطبعة أهالي، بغداد، 1357هـ/ 1938م، ص 213:

(٧) زركلي، خير الدّين بن محمود بن محمّد بن علي بن فارس، الدمشقي ( م 1396:هـ)، الأعلام، دار العلم للملايين، طبع خامس، 2002م، 7/166.

(٨) تاريخ علماء بغداد: 213

(٩) كحالة عمر رضا ( م 1408:هـ)، معجم المؤلّفين، دار إحياء التّراث العربي، بيروت، لبنان، 1376هـ/ 1957م، 12/156

(١٠) تاريخ علماء بغداد: 214

(١١) ابن حجر العسقلاني، أحمد بن علي بن محمّد بن احمد، أبو الفضل ( م852:هـ)، الدّرر الكامنة في أعيان المائة الثّامنة محقق :محمد عبد المعيد ضان، مجلس دائرة المعارف العثمانية، هند، 1392هـ/ 1972 م، 6/104

(١٢) ذهبي، شمس الدّين محمّد بن أحمد بن عثمان، أبو عبد الله( م 748 :هـ)، تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام، محقق :دُكتر بشار عوّاد معروف، دار الغرب الإسلامي، 2003م، 15/ 961؛ صّفدي، خليل بن أيبك، صلاح الدّين ( م764:هـ)، الوافي بالوفيات، محقق :أحمد الأرناؤوط و تركي مصطفى، دار إحياء التّراث العربيّ، 1420هـ/ 2000م، 25/160

(١٣) تاريخ علماء بغداد: 203-206؛ الوافي بالوفيات: 289/1؛ الأعلام: 119/1، 135/4

(١٤) فوات الوفيات: 196/3، 353/4 ؛ الأعلام: 53/4، شذرات الذهب: 184/8

(١٥) المشتبه في الرّجال 1/452 :؛ الدّرر الكامنة6/104 :

(١٦) محي الدّين أبي محمد، أبو الوفاء قرشي، حنفي، مصري ( م775:هـ)، الجواهر المضية في طبقات الحنفية، دائرة المعارف النّظامية، هند، س ن، .2/163

(١٧) ديكهيے تاريخ علماء بغداد.115 :

(١٨) ابن عماد حنبلي، عبد الحي، أبو الفلاح ( م1089:هـ)، شذرات الذّهب في أخبار من ذهب، محقّق :محمود الأرناؤوط، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، 1406هـ/ 1986 م، .7/798

(١٩) بغدادي، إسماعيل باشا ( م1399:هـ)، هدية العارفين أسماء المؤلّفين وآثار المصنّفين، منشورات مكتبة المثنى، بيروت، س ن، 1955م، .2/406

(٢٠) بكر بن عبد الله بن محمّد بن عبد الله بن بكر بن عثمان بن يحيى، أبو زيد( م1429 :هـ)، طبقات النّسابين، دار الرّشد، الرّياض، 1407هـ/ 1987 م، .1/132

(٢١) ذهبي، محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز، شمس الدّين أبو عبد الله ( م748 :هـ)، العبر في خبر من غبر، محقّق :أبو هاجر محمد السّعيد بن بسيوني زغلول، دار الكتب العلميّة، بيروت، س ن، .3/408

(٢٢) جوهري، اسماعيل بن حماد، أبو نصر(م 393 :هـ)، الصحاح تا ج اللغة وصحاح العربية، دار العلم للملايين، بيروت، 1407هـ/ 1987 م، 3/1599

(٢٣) النساء: 118

(٢٤) البقرة: 68

(٢٥) النور: 1

(٢٦) التحريم: 2

(٢٧) ابـن مـنظور افريقي، محمدبن مكرم بن علي، جمال الدين، ابوالفظل(م 711 :ه)، لسان العرب، دار صادر، بيروت، 1414ه، 7/203

(٢٨) فيروز آبـادى، مجدالدين محمّد بن يعقوب، أبوطاهر(م 817 :هـ)، القاموس المحيط، مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، لبنان، 1426 هـ/ 2005 م، 1/650

(٢٩) النساء: 11

(٣٠) زحيلي، محمد، ڈاكٹر، پروفيسر، الفرائض والمواريث والوصايا، دار الكلم الطّيب، دمشق، بيروت، 1422هـ/ 2001 م، ص 55 :، 56.

(٣١) منيف، عبد المحسن بن محمّد، شرح حديث ابن عباس في الفرائض، جامعة اسلامية بالمدينة المنوّرة، 1424هـ/ 2004م، 1/98.

(٣٢) حاجى خليفة(م 1067 :هـ)، كشف الظّنون عن أسامي الكتب والفنون، دار إحياء التّراث العربي، 1941م، 2/ 1244.

(٣٣) ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز دمشقي حنفي ( م1252 :هـ)، رد المحتار على الدر المختار، دار الفكر، بيروت، 1412هـ/ 1992م، 6/757.

(٣٤) محمد خيرى، المفتي، علم الفرائض والمواريث في الشّريعة الإسلامية والقانون السورى، س ن 1/6.

(٣٥) عبد الكريم بن محمد بن عبد العزيز اللاحم، الفرائض، وزارة الشّؤون الإسلامية والأوقاف والدّعوة والإرشاد، مملكة عربية سعودية، 1421هـ 1/8.

(٣٦) الفرائض والمواريث والوصايا 56 :

(٣٧) محمد خيرى، مفتي، علم الفرائض والمواريث في الشّريعة الإسلامية والقانون السورى، س ن، 1/6.

(٣٨) حاجى خليفة مصطفى بن عبد الله ( م1067:هـ)، كشف الظنون، مكتبة المثنى، بغداد، 1941م، 2/ 1249.

(٣٩) سركيس، يوسف بن إليان ( م1351:هـ)، معجم المطبوعات العربية والمعربة، مطبعة سركيس، مصر، 1346هـ/ 1928م، 2/1016؛ طويل، سيد رزق، مقدمة في أصول البحث العلمي وتحقيق التّراث، المكتبة الأزهرية، س ن، 1/121؛ القنوجي، محمّد صديق خان بن حسن، أبو طيب بخاري ( م1307:هـ)، أبجد العلوم، دار ابن حزم، 1423هـ/ 2002م، 1/634.

(٤٠) هدية العارفين.2/76 :

(٤١) رياض زاده، عبد اللطيف بن محمّد بن مصطفى، حنفى ( م 1978:هـ)، أسماء الكتب، المحقّق: د.محمّد التنوجي، دار الفكر، دمشق، 1403هـ، 1983م، 1/28.

رياض زاده، عبد اللطيف بن محمّد بن مصطفى، حنفى ( م 1978:هـ)، أسماء الكتب، محقق: د.محمّد التنوجي، دار الفكر، دمشق، 1403 هـ، 1983م، 1/28.

(٤٢) كشف الظنون 2/1415 ؛ فانديك، أدورد كرنيليوس ( م 1313:هـ)، اكتفاء القنوع بما هو مطبوع، أشهر التأليف العربية في المطابع الشّرقية والغربية، الهلال، مصر، 1313هـ، 1896م، 1/142.

(٤٣) كشف الظّنون: 1/1

(٤٤) ايضا: 1/81

(٤٥) ايضا: 2/1635

(٤٦) ايضا: 2/1397؛ ومحمّد عجاج بن محمّد تميم بن صالح بن عبد الله الخطاب، لمحات في المكتبة والبحث والمصادر، مؤسسة الرّسالة، 1422 هـ، 2001م، 1/249.

(٤٧) لكنوى، هندى، محمّد عبد الحى، أبو الحسنات ( م 1304:هـ)، الفوائد البهية في تراجم الحنفية مطبعة السّعادة ، مصر، س ن، ص 211:

✿✿✿